امام احمد رضا اور فنِ تفسیر

(تصنیفِ لطیف)

حُضور فیض ملت مُفسر اعظم پاکستان
حضرت علامہ الحافظ ابو صالح مفتی
محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ رحمۃ اللہ

Uwaisi Books
www.faizahmeduwaisi.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اعلیٰ حضرت عظیمُ البرکت قدس سرہٗ اُن ہستیوں میں سے ہیں جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَفَمَنۡ شَرَحَ اللّٰہُ صَدۡرَہٗ لِلۡاِسۡلٰمِ فَہُوَ عَلٰی نُوۡرٍ مِّنۡ رَّبِّہٖ ؕ (پارہ ۲۳، سورہ الزمر، آیت ۲۲)

ترجمہ کنزالایمان: تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے۔

یہ شرحِ صدر (سینہ کھولنا) ہی تو تھا کہ قلیل عرصہ (تھوڑے عرصہ) میں جُملہ علوم وفنون سے فراغت پالی ورنہ عقل کب باور (یقین) کر سکتی ہے کہ چودہ سال کی عمر میں علوم وفنون اَزْبَرْ (پختہ) ہوں۔

ایں سعادت بزور بازو نیست　　　تانہ بخشد خدائے بخشندہ

یعنی یہ سعادت بزور بازو نہیں ملتی جب تک کہ بخشنے والا خداوند تعالیٰ نہ عطا کرے۔

اور یہ علوم وفنون صرف اَزْبَرْ (پختہ) نہ تھے بلکہ ہر فن پر مبْسُوطْ (وسیع) تصانیف موجود ہیں اور وہ بھی کسی سے مُسْتَعَار (اخذ کیا ہوا) نہیں بلکہ قلمِ رضوی کے اپنے آب دار (شفاف/یعنی انکا خود کا لکھا ہوا) موتی ہیں اور تحقیق کے ایسے بہتے ہوئے بحرِ ذُخَّار (سمندر کی لہروں/تحریرات) کو دیکھ کر بڑے بڑے محققین انگشت بدنداں (دانتوں تلے انگلی دبائے ہوئے/یعنی حیران) ہو جاتے ہیں۔ آپ کو قلم کا بادشاہ کہا جاتا ہے۔

تجربہ اور شواہد بتاتے ہیں کہ جس بندہ خدا کو جس فن کی مہارت نصیب ہو وہ دوسرے فن میں ہزاروں ٹھوکریں کھاتا ہے مثلاً امام بخاری قُدِّسَ سِرُّہٗ کو دیکھئے کہ دنیائے اسلام نے فن حدیث کا انہیں ایسا امام مانا ہے کہ جس کی نظیر نہیں ملتی لیکن فقہاء کے اِسْتِنْبَاطْ (مسئلہ اخذ کرنے) اور تاریخی حیثیت سے آپ کو وہ مرتبہ حاصل نہیں جو فنِ حدیث میں ہے لیکن اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قُدِّسَ سِرُّہٗ کی یہ خصوصیت ہے کہ فن کے ماہرین نے مانا ہے کہ آپ ہر فن میں مہارتِ تامہ رکھتے ہیں چناچہ شاعروں نے آپ کو امامِ شُعرَاء (شاعروں کا امام) سمجھا، فقہاء نے آپ کو وقت کا ابوحنیفہ مانا، محدثین نے امیر الحدیث وغیرہ وغیرہ۔

اس لئے خود اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے اپنے لئے فرمایا اور بجا فرمایا۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلّم　　　جس سمت آگئے ہو سکے بٹھادیئے ہیں

اس وقت فقیر کا موضوعِ سخن فنِ تفسیر ہے واضح کروں گا کہ آپ اس فن کے بھی مسلّم امام ہیں اگرچہ اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ نے پورے قرآن پاک کی کوئی تفسیر نہیں لکھی لیکن حق یہ ہے کہ اگر آپ کی تصانیف کا بالاستیعاب (از اول تا آخر) مطالعہ کر کے تفسیری عبارات جمع کئے جائیں تو ایک مبْسُوطْ (وسیع) تفسیر معرضِ وجود میں آسکتی ہے چنانچہ فقیر اویسی غفرلہٗ نے اس کام کا آغاز کر رکھا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اہتمام کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

شرائط فن تفسیر)امام جلال الملۃ والدین حضرت علامہ سیوطی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ نے اتقان میں لکھا ہے کہ مفسر اس وقت تفسیرِ قرآن لکھنے اور بیان کرنے کا حق رکھتا ہے جب چودہ فنون کی مہارت حاصل کرلے ورنہ تفسیر نہیں تحریفِ قرآن (قرآن کی تبدیلی) کا مرتکب ہوگا۔

اس قاعدہ پر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قُدّس سرُّہٗ نہ صرف ان چودہ فنون کے ماہر ہیں بلکہ پچاس فنون پر کامل دَسْتَرَس (کامل عُبور) رکھتے ہیں بلکہ بعض فنون پر آپ کی درجنوں تصانیف ہیں یہ علیحدہ بات ہے کہ آپ کو مستقل طور پر تفسیر لکھنے کا موقعہ نہیں ملا لیکن آپ کی تصانیف سے قرآنی اَبحاث کی ایک ضخیم (عظیم) تفسیر تیار ہوسکتی ہے اور فقیر اُویسی نے اس کے اکثر اَجزاء کو جمع کیا ہوا ہے بنام ''تفسیرِ امام احمد رضا'' خدا کرے کوئی بندہ اس کی اِشاعت کیلئے کمربستہ ہو جائے۔(آمین)

علاوہ ازیں تفاسیر پر آپ کی عربی حواشی کے اسماء ملتے ہیں مثلاً:

(۱)الزلال الانقی من بحر سبقة الاتقی
(۲)حاشیه تفسیر بیضاوی شریف
(۳)حاشیه عنایت القاضی شرح تفسیر بیضاوی
(۴)حاشیه معالم التنزیل
(۵)حاشیه الاتقان فی علوم القرآن سیوطی
(۶)حاشیه الدر المنثور (سیوطی)
(۷)حاشیه تفسیرِ خازن

علاوہ ازیں بعض آیات اور سورتوں پر آپ کی مُتَعَدِّد تصانیف موضوعِ تفسیر پر ملتی ہیں جنہیں ملک العلماء علامہ ظفر الدین بہاری رحمۃاللہ علیہ نے جمع فرمایا ہے چند ایک کے اسماء درج ہیں:

(۸)''انوار العلم فی معنی میعاد واستجب لکم'' فارسی زبان میں ہے ۱۳۲۷ ءتک غیر مطبوع(بغیر چھپی ہوئی) تھی اس میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قُدّس سرُّہٗ نے تحقیق فرمائی ہے کہ اِجابتِ دعا (دعاء کی قبولیت) کے کیا کیا معنی ہیں۔ اثر ظاہر نہ ہوتا دیکھ کر بے دل (مایوس) ہونا حِماقت (بے وقوفی) ہے۔

(۹)''الصمصام علی مشکک فی آیة علوم الارحام'' اس میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قُدّس سرُّہٗ نے پادریوں کا رد فرمایا ہے اردو زبان میں طبع شدہ موجود ہے۔

(۱۰)''انباء الحی ان کلامه المصون تبیان لکل شیئ'' عربی اردو زبان میں ہے اس میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قُدّس سرُّہٗ نے ثابت فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں اشیائے عالم کی ہر چیز کا مفصل بیان ہے۔

(۱۱)''النفحة الفائحه من مسلک سورة الفاتحه'' اردو زبان میں ہے اس میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قُدّس سرُّہٗ نے سورۃ فاتحہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل کو ثابت فرمایا ہے۔

(۲۱)''نائل الراح فی فرق الریح والریاح'' فارسی زبان میں ہے۔

مذکورہ رَسائل صرف تفسیر سے متعلق ہیں۔ بعض اوقات کسی مسئلہ کے متعلق اِستِفسار پر آپ نے تفسیری نقطہ نگاہ سے حل فرمایا۔

دراصل آپ کو عالمِ دُنیا سے مختلف گوشوں (جگہوں) سے آئے ہوئے فتاوی کے جوابات سے فُرصت کم ملی ورنہ اگر اس طرف توجہ دیتے تو تفسیر کا ایک جزء ہزاروں صفحات پر پھیلتا۔ صرف بسم اللہ شریف کی تقریر پر مختصر سے وقت میں آپ کا ایک طویل مضمون موجود ہے جو آپ نے عید میلادالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر بریلی شریف میں بیان فرمایا تھا جو سوانحِ اعلیٰ حضرت میں صفحہ 98 سے شروع ہو کر صفحہ 112 تک ختم ہوتا ہے۔ اسی طرح پھر دوسرا وعظ صفحہ 112 سے شروع ہو کر صفحہ 131 تک ختم ہوا یہ بھی تقریر کے رنگ میں ہوا جو تحریر کے میدان میں کوسوں دور سمجھا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود اتنے صفحات کا مضمون بیان کر جانا کسی مردِ میدان کا کام ہے اور وہ بھی مفسرانہ رنگ میں اور پھر تفسیر سورہ والضحیٰ لکھی تو سینکڑوں صفحات پھیلا دیئے۔ جس کی ایک ایک سَطر (ایک ایک لائن) کئی تفاسیر کے مجموعے کو دامن میں لئے ہوئے ہے۔

آپ کے تلامذہ کو رَشک ہوگا کہ ایسے بحرِ بے پایاں (بے انتہاء سمندر (کثرتِ علم)) کے قلم سے جس طرح فقہ اور حدیث اور دیگر فنون کے دریا بہائے گئے ہیں کچھ تفسیری نوٹ بھی آپ کی یادگار ہوں تو زہے قسمت اگرچہ اجمالی طور پر ہی سہی چنانچہ صدرالشریعۃ حضرت مولانا حکیم امجد علی صاحب مصنف بہار شریعت قُدِّسَ سرُّہٗ کو اللہ تعالیٰ اپنی خاص رحمتوں سے نوازے انہوں نے اہل سنت پر احسان عظیم فرمایا کہ اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سرُّہٗ کی عدیم الفرصتی (فرصت کے نہ ہونے) کے باوجود قرآن مجید کا ترجمہ لکھوا ہی لیا چنانچہ سوانح نگار حضرات قرآن مجید کے ترجمے کے متعلق یوں لکھتے ہیں کہ صدرالشریعۃ حضرت مولانا حکیم امجد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ترجمہ قرآن کی ضرورت پیش کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت سے گزارش کی آپ نے وعدہ تو فرمالیا لیکن دوسرے مشاغِلِ دینیہ کثیرہ کے ہجوم کے باعث تاخیر ہوتی رہی جب حضرت صدرالشریعۃ کی جانب سے اصرار بڑھا تو اعلیٰ حضرت نے فرمایا: "چونکہ ترجمے کے لئے میرے پاس مستقل وقت نہیں ہے اس لئے آپ رات کو سونے کے وقت یا دن میں قیلولہ کے وقت آجایا کریں" چنانچہ حضرت صدرالشریعۃ ایک دن قلم و دوات لے کر حاضر ہوگئے اور یہ دینی کام بھی شروع ہوگیا۔ ترجمہ کا طریقہ یہ تھا کہ اعلیٰ حضرت زبانی طور پر ترجمہ آیۃ کریمہ کا فرماتے جاتے اور حضرت صدرالشریعۃ لکھتے جاتے لیکن یہ ترجمہ اس طرح پر نہیں تھا کہ آپ پہلے کتب تفسیر و حدیث و لغت کو ملاحظہ فرماتے اور آیات کو سوچتے پھر ترجمہ بیان فرماتے قرآن مجید کا فی البدیہہ (حال اسی وقت) بَرجَستہ (مقتضاء حال کے مطابق) ترجمہ زبانی طور پر اس طرح بولتے جاتے تھے جیسے کوئی پختہ یاداشت کا حافظ اپنی قوتِ حافظہ پر بغیر زور ڈالے قرآن شریف پڑھتا چلا جاتا ہے۔ علمائے کرام جب دوسری تفاسیر سے تَقَابُل (موازنہ) کرتے تو یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے کہ اعلیٰ حضرت کا یہ بَرجَستہ (مقتضاء حال کے مطابق) فی البدیہہ (حال اسی وقت) ترجمہ تفاسیرِ معتبرہ کے بالکل عین مطابق ہے۔ الغرض اسی قلیل وقت میں ترجمہ کا کام ہوتا رہا پھر وہ مبارک ساعت (گھڑی) بھی آئی کہ قرآن مجید کا ترجمہ ختم ہوگیا اور حضرت صدرالشریعۃ کی کوشش بلیغ کی بدولت سنیت کو کنزالایمان کی دولتِ عُظمٰی نصیب ہوئی۔

(فجزاء اللّٰہ تعالیٰ عنا و عن جمیع اھل السنۃ جزاء کثیرا و اجرا جزیلا)

حضرت محمد کچھوچھوی سیّد محمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت کے علمِ قرآن کا اندازہ اس اردو ترجمہ سے کیجئے جو اکثر گھروں میں موجود ہے اور جس کی کوئی مثالِ سابق نہ عربی زبان میں ہے نہ فارسی میں ہے اور نہ اردو میں اور جس کا ایک ایک لفظ اپنے مقام پر ایسا ہے کہ دوسرا لفظ اس جگہ لایا نہیں جا سکتا یہ بظاہر ترجمہ ہے مگر در حقیقت قرآن مجید کی تفسیر ہے اور اردو زبان میں روحِ قرآن ہے بلکہ فقیر اویسی کا ذوق یوں گواہی دیتا ہے:

اس ترجمہ کی شرح میں حضرت صدر الافاضل استاذ العلماء مولانا نعیم الدین علیہ الرحمۃ حاشیہ پر فرماتے ہیں کہ دورانِ شرح میں ایسا کئی بار ہوا کہ اعلیٰ حضرت کے استعمال کردہ لفظ کے مقامِ اِستنباط (مقام اخذ) کی تلاش میں دن پر دن گزرے اور رات پر رات کٹتی رہی اور بالآخر ماخذ ملا تو ترجمہ کا لفظ اٹل ہی نکلا اعلیٰ حضرت خود حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کے فارسی ترجمہ کو سراہا کرتے تھے۔ لیکن اگر حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اردو زبان کے اس ترجمے کو پاتے تو فرما ہی دیتے کہ

ترجمہ قرآن شئ دیگر است و علم القرآن شئ دیگرست

فائدہ) علمائے دیوبند نہ صرف حَرِیْف (مدمقابل) بلکہ وہ آپ کو ہر معاملے میں ترچھی نگاہ سے دیکھتے تھے لیکن وہ بھی اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے کہ واقعی اعلیٰ حضرت کا قرآن مجید کا ترجمہ بالکل صحیح اور درست ہے۔ (ماہنامہ دارالعلوم دیوبند)

اور آپ کے ترجمے کے مقابلے میں موجود دور کے تمام اردو تراجم کو دیکھا جائے تو ان میں سینکڑوں غلطیاں ہیں اس لئے مُحققین نے اس کو دیکھ کر ذیل کی آراء (رائی) قائم فرمائی ہیں۔

(۱) ترجمہ اعلیٰ حضرت تفاسیرِ مُعْتَبَرہ قدیمہ (پرانی معتبر تفاسیر) کے مطابق ہے۔

(۲) اہلِ تفویض کے مسلکِ اَسْلم کا عکس ہے۔

(۳) اصحابِ تاویل (گروہِ مفسرین) کے مذہبِ سالم (درست مذہب) کا مؤید (مددگار) ہے۔

(۴) زبان کی روانی اور سلامت (عقلِ سلیم) میں بے مثل ہے۔

(۵) عوامی لغات و بازاری زبان سے یکسر پاک ہے۔

(۶) قرآن پاک کے اصل منشاءِ مراد (مراد کے تقاضے) کو بتایا ہے۔

(۷) آیاتِ رَبَّانِی (اللہ عزوجل کے آیات) کے اندازِ خطاب کو پہنچا ہے۔

(۸) قرآن کے مخصوص محاوروں کی نشاندہی کرتا ہے۔

(۹) قادرِ مطلق کی روائے عزت وجلال میں نقص وعیب کا دھبہ لگانے والوں کیلئے تیغ براں (تیز تلوار) ہے۔

(۱۰) حضرات انبیاء علیہم السلام کی عظمت و حُرمت کا محافظ و نگہبان ہے۔

(۱۱) عام مسلمین کیلئے بامحاورہ اردو میں سادہ ترجمہ ہے۔

(۱۲) لیکن علماء کرام ومشائخ عظام کیلئے معرفت کاامنڈتاہواسمندر ہے۔

بس اتناہی سمجھ لیجئے کہ قرآن حکیم قادرِ مطلق جل جلالہ کا مقدس کلام ہے اور کنزالایمان اس کا مُہَذَّبْ تَرجُمانُ ہے۔

فقیر نے جہاں بھی آپ کی تصانیف میں تحقیق مُفَسِّرانہ (تفسیر شدہ) دیکھی تو رازی و غزالی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہما کے قلم سے آفرین و تحسین سُنی، اختصار کے پیشِ نظر چند ایک نظائر مشتے نمونہ خروار (کچھ مثالیں ذرا ساطبیعت میں بوجھ ڈالتے ہوئے) ملاحظہ ہوں جو آپ کی تصنیف سے اَخذ کئے گئے ہیں۔

پیشانی کاداغ) سائل نے صرف اتنا استفسار کیا کہ بعض نمازیوں کو بہ کثرت نماز کے ناک یا پیشانی پر جو سیاہ داغ ہو جاتا ہے اس سے نمازی کو قبر و حشر میں خداوند کریم جل جلالہ کی پاک رحمت کا حصہ ملتا ہے یا نہیں اور زید کا کہنا یہ ہوتا ہے کہ جس شخص کے دل میں بغض کا سیاہ داغ ہوتا ہے اس کی شامت اس کی ناک یا پیشانی پر کالا داغ ہوتا ہے، یہ قول زید کا باطل ہے یا نہیں؟

اس کے جواب میں اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سرُّہٗ کے قلم کو جُنبش (حرکت) آئی تو چھ صفحات مفسرانہ حیثیت سے لکھے اور ثابت فرمایا کہ اس نشانی کے متعلق چار قول ماثور ہیں اور ہر ایک کا حکم جدا جدا اور آیت سِیۡمَاهُمۡ فِیۡ وُجُوۡهِهِمۡ مِّنۡ اَثَرِ السُّجُوۡدِ۔ (پارہ۲٦، سورہ الفتح، آیت ۲۹) (**ترجمہ کنزالایمان**: ان کی علامت ان کے چہروں میں ہے سجدوں کے نشان سے۔) کا ایسا مفہوم ادا فرمایا کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے اس کے ساتھ ساتھ ان اَوہام (شکوک وشبہات) کا اِزالہ فرمایا جو پیشانی کے داغ کو "سِیۡمَاهُمۡ فِیۡ وُجُوۡهِهِمۡ مِّنۡ اَثَرِ السُّجُوۡدِ" میں سمجھتے ہیں۔[1] (فتاوی افریقہ)

یہ مضمون سوانحِ احمد رضا میں چند صفحات پر پھیلا ہوا ہے جو نہایت قابل مطالعہ ہے اور تمام تحقیق تفاسیرِ معتبرہ (معتبر تفاسیر) کے حوالہ جات سے مزیَّن ہے۔

آیت میثاق) "وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِیۡثَاقَ النَّبِیّٖنَ الخ" (پارہ۳، سورہ آل عمران، آیت ۸۱) سے حضورِ اکرم صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلتِ مطلقہ پر گفتگو فرماتے ہوئے آخر میں تحریر فرمایا: اَقُوۡلُ وَ بِاللّٰهِ التَّوۡفِیۡقِ پھر یہ بھی دیکھنا ہے کہ اس مضمون کو قرآن کریم نے کس قدر مُتہم بالشان (شان کے ساتھ اہتمام) ٹھہرایا اور طرح طرح سے مؤکَّد فرمایا!

اوّلا) انبیاء علیہم السلام معصومین ہیں زِنہار (ہرگز) حکمِ الٰہی کے خلاف ان سے کوئی کام صادر نہیں ہوتا کہ رب تعالیٰ بہ طریق امر (حکم کے طریقہ پر) اُنہیں فرماتا کہ اگر وہ نبی تمہارے پاس آئے اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا مگر اس پر اکتفاء نہ فرمایا بلکہ ان سے عہد و پیمان لیا یہ عہد "اَلَسۡتُ بِرَبِّكُمۡ" عہد (وعدہ) کا دوسرا پیمان تھا جیسے کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تاکہ ظاہر ہو کہ تمام ماسوائے اللہ (سوائے اللہ کے باقی تمام) پر پہلا فرض ربوبیّتِ الٰہیہ کا اذعان (تصدیق) ہے پھر اس کے برابر رسالتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبارک و شرف و بجل وعظم)

ثانیا) اس عہد کو لامِ قسم سے مؤکَّد فرمایا "لَتُؤۡمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنۡصُرُنَّهٗ" (پارہ۳، سورہ آل عمران، آیت ۸۱) (**ترجمہ**: تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔) جس طرح نوابوں سے بیعتِ سلاطین (بادشاہوں کی بیعت) لی جاتی ہے۔ امام سبکی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

---

[1] (السنیۃ الانیقہ فی فتاوی افریقہ، مسئلہ ۵۳، صفحہ٥٦، مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرگ اے، فیصل آباد)

مسئلہ) بیعت اس آیت سے ماخوذ ہوئی ہے۔

ثالثاً) نون تاکید

رابعاً) وہ بھی ثقیلہ لاکر ثِقَل تاکید اور دوبالا (تاکید میں مذید اضافہ) فرمایا۔

خامساً) یہ کمالِ اہتمام ملاحظہ کیجئے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام ابھی جواب نہ دینے پائیں کہ خود ہی تقدیم فرما کر پوچھتا ہے "ءَاَقْرَرْتُمْ" کیا اس امر پر اقرار لاتے ہیں یعنی کمال و تعجیل و تسجیل ((مرادِ باری تعالی) جلد کامل اور پختگی کے ساتھ اقرار کرانا) مقصود ہے۔

سادساً) اس قدر پر بھی بس نہ فرمائی بلکہ ارشاد فرمایا "وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِی" خالی اقرار ہی نہیں بلکہ اس پر میرا بھاری ذمہ لو۔

سابعاً) "علیہ" یا "علی ھذا" کی جگہ "عَلٰی ذٰلِکُمْ" فرمایا کہ بعدِ اشارت (اسم اشارہ کے بعد) عظمت (بھی) ہو۔

ثامناً) اور ترقی ہوئی کہ "فَاشْهَدُوْا" ایک دوسرے پر گواہ ہو جائے۔ حالانکہ معاذ اللہ اقرار کر کے مکر جانا ان پاک مقدّس جنابوں سے معقول (متصوّر) نہ تھا۔

تاسعاً) کمال یہ ہے کہ صرف ان کی گواہی پر اکتفاء نہ ہوا بلکہ فرمایا "وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ" میں خود بھی تمھارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

عاشراً) سب سے زیادہ نہایت کار (کام) یہ ہے کہ اس عظیم جلیل تاکیدوں کے بعد باآنکہ انبیاء علیہم السلام کو عِصْمَتْ (معصومیت)[2] عطا فرمائی یہ سخت شدید تہدید بھی فرما دی گئی کہ

فَمَنْ تَوَلّٰی بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ o (پارہ۳، سورہ آل عمران، آیت ۸۲)

ترجمہ: تو جو کوئی اس کے بعد پھرے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔

اللہ اللہ یہ وہی اعتنائے تام (کامل نگہبانی) و اہتمامِ تمام (کامل اہتمام) ہے جو باری تعالٰی کو اپنی توحید کے بارے میں منظور ہوا کہ ملائکہ معصومین کے حق میں بیان فرماتا ہے:

وَمَنْ یَّقُلْ مِنْهُمْ اِنِّیْٓ اِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهٖ فَذٰلِکَ نَجْزِیْهِ جَهَنَّمَ ؕ کَذٰلِکَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ o (پارہ۱۷، سورہ الانبیاء، آیت ۲۹)

ترجمہ: اور ان میں جو کوئی کہے کہ میں اللہ کے سوا معبود ہوں تو اسے ہم جہنم کی جزا دیں گے ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ستمگاروں کو۔

---

[2]) معصومیت عطاء فرمائی یعنی جن سے گناہ محال ہو۔

گویا اشارہ فرماتے ہیں جس طرح ہمیں ایمان کے جزاول **لا الہ الا اللّٰہ** کا اہتمام ہے یوں ہی جز دوم **محمد رسول اللّٰہ** (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اعتنائے تام (کامل نگہبانی) ہے کہ میں تمام جہانوں کا خدا کہ ملائکہ مقربین بھی میری بندگی سے سر نہیں پھیر سکتے اور میرا محبوب سارے عالم کا رسول و مقتداء کہ انبیائے مرسلین بھی اس کی بیعت و خدمت کے مُحیطِ دائرہ (انبیاء و رسل آپ علیہ السلام کی پیروی و خدمت کے دائرہ) میں داخل ہوئے۔[3] (تجلی الیقین)

اور اس سے قبل اس آیۃ کا تبصرہ کئی صفحات پر فرمایا تبصرہ کر کے پھر معتبرہ تفاسیر اور محققین علمائے کرام کی تصانیف کے خلاصہ کو دریا کوزہ کی مثالی قائم فرمائی۔

کُلّی علمِ غیب) اور یہ صرف اعلیٰ حضرت رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ کا حصہ تھا کہ جب اعدائے دین (دین کے دشمنوں) نے شانِ نبوت وولایت پر ہاتھ ڈالا تو اعلیٰ حضرت کا قلم ڈھال بنا اور مذہبِ مُہَذَّبْ اہلِ سنت کے جمیع مسائل کو قرآنی اُصول کے مطابق ڈھالنے کی نہ صرف کوشش کی بلکہ حقیقت کو نصف النہار (دن) سے زیادہ آشکارا فرمایا چنانچہ علمِ غیب کُلّی اہلِ سنت اور مخالفین کے مابین نَزَاع (جھگڑے) کا ایک اہم مسئلہ ہے اعلیٰ حضرت قُدّس سرُّہٗ جب گویا ہوئے تو جلال الملۃ والدین سیوطی رحمۃاللہ تعالیٰ علیہ کو بھی ساتھ لیا۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت قُدّس سرُّہٗ نے علمِ غیب کُلّی کا دعوی یوں تحریر فرمایا بے شک حضرت عزت وعظمت (اللہ عزوجل) نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام اوّلین وآخرین کا علم عطا فرمایا مشرق تا مغرب عرش تا فرش سب انہیں دکھایا ملکوت السموت والارض (زمین وآسمان کے فرشتوں) کا شاہد (دیکھنے والا) بنایا روزِ اوّل (ابتداءِ زمانے) سے روزِ آخرت یعنی روزِ قیامت تک کے سب **ماکان وما یکون** (جو ہو چکا اور جو ہو گا) انہیں بتائے اشیائے مذکورہ سے کوئی ذرّہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے باہر نہ رہا، علمِ حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ التسلیم ان سب کو محیط ہوا نہ صرف اِجمالاً بلکہ ہر صغیر وکبیر (چھوٹے بڑے) ہر رطب و یابس (خشک وتر) جو پتہ گرتا ہے زمین کی اندھیروں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا **الحمد للہ حمداً کثیراً** بلکہ یہ جو کچھ بیان ہوا ہر گز ہر گز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پورا علم نہیں "**صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلم وعلی وآلہ واصحابہ اجمعین وبارک وکرم وسلم**" بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم سے ایک چھوٹا حصہ ہے ہنوز احاطہ علمِ محمدی (آپ ﷺ کے علم کے احاطہ) میں وہ ہزار در ہزار بے حد وبے کنار سمندر لہرا رہے ہیں جن کی حقیقت وہ جانیں یا ان کا عطا کرنے والا مالک ومولا جَلَّ وَعَلا (و الحمد للہ العلی الاعلیٰ) کُتبِ حدیث وتصانیفِ علمائے قدیم وحدیث میں اس کے دلائل کا بہت شافی وبیانِ وافی ہے اس کے بعد آپ علمِ غیب کے مسئلہ کو قرآنی آیات سے ثابت فرما کر آخر میں اُصولِ قرآنی پر بحث فرماتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

عبارت اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ) اور اصول میں مبرہن (واضح) ہو چکا کہ نکرہ حیز نفی (نکرہ نفی کے تحت ہونے کی صورت) میں مفید عموم (عموم کا فائدہ) ہے اور لفظِ کل تو ایسا عام ہے کہ کبھی خاص ہو کر مُسْتَعْمَلْ ہی نہیں ہوتا اور عام اِفادہ اِسْتِغْرَاق (مفہوم عام کا مکمل فائدہ دینے) میں قطعی ہے اور نُصُوْص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گے بے دلیلِ شرعی (شرعی دلیل کے بغیر) تخصیص (خاص کرنے) وتاویل (کسی بات کو اصل کے خلاف دوسری طرح بیان کرنے) کی اجازت نہیں ورنہ شریعت سے مان (اعتبار) اٹھ جائے، نہ حدیثِ آحاد (حدیثِ خبرِ واحد/اصولِ حدیث) اگرچہ کیسی اعلیٰ درجہ کی صحیح ہو عمومِ قرآن کی تخصیص (اس خبرِ واحد کے ذریعے قرآن کے حکم عام کو خاص

---

[3] (فتاوی رضویہ، فضائل و خصائص، جلد ۳۰، صفحہ ۱۳۵، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

کرنا) تراخی نَسخ (حکمِ قرآن کو زائل کرنا) ہے اور اخبار کا نسخ (حدیثِ خبر واحد کا منسوخ ہونا) ناممکن اور تخصیصِ عقلی (اصطلاح) عام کو قطعیت (حکمِ قطعی) سے نازل نہیں کرتی، نہ اس کے اعتماد پر کسی ظنی (دلیلِ ظنی) سے تخصیص ہوسکے تو بحمدللہ کیسے نصِّ صریح قطعی (دلیلِ قطعی) سے روشن ہوا کہ ہمارے حضور صاحبِ قرآن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ عزوجل نے تمام موجودات جملہ ماکان ومایکون الیٰ یوم القیامۃ جمیع مندرجاتِ لوحِ محفوظ (لوحِ محفوظ میں لکھے ہوئے تمام) کا علم دیا اور شَرق و غَرب (مشرق و مغرب) سَماء واَرض (آسمان وزمین) عرش فرش میں کوئی ذرّہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے باہر نہ رہا۔

جو کچھ اعلیٰ حضرت قُدّس سرُّہٗ نے اصول تفسیر کے طور پر اپنا مسلک واضح فرمایا وہی اصول امام سیوطی سینکڑوں سال پہلے بیان فرما گئے چنانچہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: الْعَامُّ لَفْظٌ يَسْتَغْرِقُ الصَّالِحَ لَهُ مِنْ غَيْرِ حَصْرٍ وَصِيغَتُهُ "كُلٌّ" مُبْتَدَأَةٌ نَحْوَ: [كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ أَوْ تَابِعَةٌ نَحْوَ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ {والجمع الْمُضَافُ نَحْوَ: }يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ {والمعرف بِأَلْ نَحْوَ: قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ} {فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ}[4] (الاتقان فی علوم القرآن)

یعنی عام ایک ایسا لفظ ہے جو ہر اُس معنیٰ کو شامل ہوتا جو اُس کے مناسب ہو بغیر کسی تخصیص اور تعیُّن کے اور اُس کا مخصوص صیغہ "کل" ہے جبکہ وہ مبتداء (اصطلاحِ نحو) واقع ہو جیسے "کل من علیها فان" یا وہ لفظ جو "کل" کے تابع واقع ہوتا ہے جیسے "فسجد الملائکة کلهم أجمعون" (یہاں "کلهم" میں جو "کل" مضاف ہے وہ ملائکہ کے تابع ہے جو کہ تاکید کا فائدہ دیتا ہے) اور وہ جمع بھی جو مضاف ہوتا ہے جیسے "یوصیکم اللّٰه فی أولادکم" میں اولاد جمع ہے اور مضاف واقع ہوا ہے "کم" ضمیر کی طرف یا وہ لفظ معرفہ ہو الف لام کے ذریعے جیسے "قد أفلح المؤمنون" میں "المؤمنون" عام ہے اور الف لام کے ذریعے معرفہ بنایا گیا ہے۔

مِنْ خَاصِّ الْقُرْآنِ مَا كَانَ مُخَصِّصًا لِعُمُومِ السُّنَّةِ وَهُوَ عَزِيزٌ[5] (الاتقان فی علوم القرآن)

یعنی عمومِ سنت سے حکم خاص کیا جاتا ہے وہ خاص بالقرآن کی منزل میں ہے جیسے "عزیز" کہتے ہیں۔

قَالَ ابْنُ الْحَصَّارِ: إِنَّمَا يُرْجَعُ فِي النَّسْخِ إِلَى نَقْلٍ صَرِيحٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ عَنْ صَحَابِيٍّ يَقُولُ آيَةُ كَذَا نَسَخَتْ كَذَا[6] (الاتقان فی علوم القرآن)

یعنی ابن الحصار نے کہا ہے کہ کسی آیت کا منسوخ ہونا اُسی وقت ثابت ہوگا جبکہ وہ صراحۃً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی کے قول سے ثابت ہو کہ یہ آیت منسوخ ہے۔

---

[4] (الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی. النوع الخامس والاربعون: فی عامه و خاصه. جلد۳. صفحه۴۸. الهیءة المصریة العامة للکتاب)

[5] (الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی. النوع الخامس والاربعون: فی عامه و خاصه. جلد۳. صفحه۵۵. الهیءة المصریة العامة للکتاب)

[6] (الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی. النوع السابع والاربعون: فی ناسخه و المنسوخه. جلد۳. صفحه۸۱. الهیءة المصریة العامة للکتاب)

قَالَ: وَقَدْ يُحْكَمُ بِهِ عِنْدَ وُجُودِ التَّعَارُضِ الْمَقْطُوعِ بِهِ مِنْ عِلْمِ التَّارِيْخِ لِيُعْرَفَ الْمُتَقَدِّمُ وَالْمُتَأَخِّرُ

قَالَ: وَلَا يُعْتَمَدُ فِي النَّسْخِ قَوْلُ عَوَامِّ الْمُفَسِّرِيْنَ بَلْ وَلَا اجْتِهَادُ الْمُجْتَهِدِيْنَ مِنْ غَيْرِ نَقْلٍ صَحِيْحٍ وَلَا مُعَارِضَةٍ بَيِّنَةٍ لِأَنَّ النَّسْخَ يَتَضَمَّنُ رَفْعَ حُكْمٍ وَإِثْبَاتَ حُكْمٍ تَقَرَّرَ فِي عَهْدِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُعْتَمَدُ فِيْهِ النَّقْلُ وَالتَّارِيْخُ دُونَ الرَّأْيِ وَالِاجْتِهَادِ

قَالَ: وَالنَّاسُ فِي هَذَا بَيْنَ طَرَفَيْ نَقِيْضٍ فَمِنْ قَاءِلٍ لَا يُقْبَلُ فِي النَّسْخِ أَخْبَارُ الْآحَادِ الْعُدُولِ وَمِنْ مُتَسَاهِلٍ يَكْتَفِي فِيهِ بِقَوْلِ مُفَسِّرٍ أَوْ مُجْتَهِدٍ وَالصَّوَابُ خِلَافُ قَوْلِهِمَا انْتَهَى.[7] (الاتقان فی علوم القرآن)

یعنی اور اُنہوں نے مزید یہ بھی کہا ہے کہ کبھی نسخِ آیت (آیت کے منسوخ ہونے) کا حکم لگایا جاتا ہے جبکہ قطعی طور پر یہ علمِ تاریخ سے مُتعارِض (مخالف) آیتوں کی تقدیم و تاخیر (آیت کے پہلے وبعد میں نزول) کا علم ہو جائے اور اُنہوں نے کہا نسخ میں عام مفسرین کے اَقوال یا کسی مجتہد کے اجتہاد کا کوئی دخل نہیں جب کہ اُس کی تقویَت کے لئے کوئی نقلِ صحیح (مستند دلیل) یا واضح دلیل موجود نہ ہو کیونکہ ناسِخ کا مطلب یہ ہے کہ ایک آیت کے حکم کو رفع (ختم) کر کے دوسری آیت کے حکم کا اُس کی جگہ میں اثبات کرنا اور اس باب میں صرف نقلِ صحیح کا اعتبار ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی صحابی کے قول سے وارد ہو یا تاریخ کا بھی اعتبار ہے جبکہ حتمی (یقینی) طور پر اُس سے آیت کی تقدیم وتاخر واضح ہو۔

انہوں نے کہا کہ لوگوں کے اُس میں دو مختلف قول وارد ہیں بعض حضرات کا کہنا ہے کہ ناسخ کے معاملہ میں اخبارِ احاد کا بھی اعتبار نہیں (اُس کے لئے ہمیشہ خبر متواتر کی ضرورت ہوگی) اور بعض حضرات نے اُس میں سُستی سے کام لیا ہے اور اُس کا دائرہ بہت وسیع کر دیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مفسر کے قول یا مجتہد کے اجتہاد سے بھی نسخ ثابت ہو جائے گا لیکن یہ دونوں قول اہلِ علم کے نزدیک معتبر نہیں ہیں۔

الْأَوَّلُ: إِذَا سِيْقَ الْعَامُّ لِلْمَدْحِ أَوِ الذَّمِّ فَهَلْ هُوَ بَاقٍ عَلَى عُمُومِهِ فِيْهِ مَذَاهِبُ أَحَدُهَا نَعَمْ إِذْ لَا صَارِفَ عَنْهُ وَلَا تَنَافِيَ بَيْنَ الْعُمُومِ وَبَيْنَ الْمَدْحِ أَوِ الذَّمِّ.[8] (الاتقان فی علوم القرآن)

پہلا......جب لفظ عام بابِ مدح وذم (تعریف ومذمت کے باب) میں واقع ہو تو کیا وہ اپنے عموم پر باقی رہے گا؟ اس مسئلہ میں مختلف مذاہب ہیں۔

اول.......ہاں! وہ اپنے عموم پر باقی رہے گا جب کہ کوئی قرینہ (سیاق وسباق) اُس کو اُس کے معنی عام سے پڑھنے والا نہ ہو اور عموم اور مدح وذم کے مابین کوئی منافات (مخالفت) نہیں ہے۔

تَبَحُّرْ فِی فَنِ التَّفْسِیر کے نمونے) بالاستیعاب تو نہیں چند آیات کے نمونے تفسیری حیثیت سے فقیر یہاں عرض کرتا ہے۔

---

[7]) (الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی. النوع السابع والاربعون: فی ناسخه و المنسوخه. جلد ۳. صفحه ۸۱. الهیءة المصریة العامة للکتاب)

[8]) (الاتقان فی علوم القرآن للسیوطی. النوع الخامس والاربعون: فی عامه و خاصه. جلد ۳. صفحه ۵۶. الهیءة المصریة العامة للکتاب)

(۱) فتاویٰ افریقہ میں ہے سائل نے عبد المصطفیٰ نام رکھنے کے متعلق سوال لکھا تو اعلیٰ حضرت قُدّس سرُّہٗ نے عبد المصطفیٰ نام رکھنے کے جواز میں آیۃ ''وَ اَنْكِحُوا الْاَیَامٰى مِنْكُمْ وَ الصّٰلِحِیْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآىٕكُمْ '' (پارہ ۱۸، سورہ النور، آیت ۳۲) (**ترجمہ:** اور نکاح کر دو اپنوں میں ان کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق بندوں اور کنیزوں کا۔) سے استدلال فرمایا اس کے بعد تفسیر القرآن بالحدیث کے قاعدہ پر آیات کی تفسیر اور اپنے موضوع کو احادیث مبارکہ کے چند حوالہ جات سے مُزین فرمایا پھر اس کے بعد تفسیر القرآن بالقرآن جو تفسیر کا اعلیٰ درجہ ہے آیت مذکورہ کیلئے ''قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ '' (پارہ ۲۴، سورہ الزمر، آیت ۵۳) (**ترجمہ:** تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی) سے اِستِشْہاد (دلیل) فرمایا۔[9]

آپ کے استدلال پر فخر الدین رازی کی تفسیرِ کبیر کو سامنے رکھئے تو یقین آئیگا کی اعلیٰ حضرت قُدّس سرُّہٗ طرزِ استدلال میں امام رازی ہیں۔

(۲) اسی فتاوی افریقہ میں سائل نے سوال کیا کہ آپ نے اپنی بعض تصانیف میں اہل اسلام کو مخاطب فرمایا کیا آپ کا خدا تعالیٰ سے کوئی تعلق نہیں جب کہ آپ دوسروں کو تمہارا خدا کے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت قُدّس سرُّہٗ نے صرف اسی ایک چھوٹے سوال پر اختصاراً دس آیات اور دس احادیث سے جواب مرحمت فرمایا جو آپ کی قرآن دانی کا بَیِّن (واضح) ثبوت ہے۔[10]

(۳) اسی فتاوی افریقہ میں بد مذاہب سے بیزاری کے متعلق درجنوں آیات سے استدلال کے بعد متعدد احادیث مبارکہ سے استشہاد (اپنی دلیل کے ثبوت کے لئے مزید دلیل لانا) فرمایا۔[11]

(۴) اسی فتاوی افریقہ میں آیۃ وسیلہ کا بیان مفصّل مُفَسَّر (تفصیل کے ساتھ تفسیر) فرمایا کہ جس میں وسیلہ کی تمام شِقوں کی تفصیل پھر اس پر اَسلاف صالحین کے ارشادات کی تزئین کے بعد پیری مریدی کی تمام اقسام واضح فرمائیں جن میں سچے اور جھوٹے پیروں اور فقیروں کی پہچان آسان فرمادی جو اسلاف صالحین کی تصانیف میں یکجا کہیں اسی تحقیق کے ساتھ نہ ملے گی پھر کمال یہ ہے کہ صرف ایک جملہ کی تحقیق پر کتاب کے کئی صفحات پُر فرمائے امام فخر الدین رازی قُدّس سرُّہٗ کو ناقدین (جانچنے والوں) نے معاف نہ فرمایا کہا امام موصوف آیت کے مضمون کو اتنا طول دیتے ہیں کہ فنِ تفسیر کا رنگ بکھر جاتا ہے لیکن ہمارے امام ممدوح (اعلی حضرت) کا مضمون اتنا پُر بہار ہے کہ جتنا طویل ہوتا گیا اتنا فنِ تفسیر اجاگر ہوتا چلا گیا ہے۔ اگر وہی ناقدین ہمارے امام ممدوح کے مضمون کو دیکھ لیتے تو قلم رضا کو چوم لیتے۔[12]

(۵) اکثر مفسرین صرف ناقل (دیگر کُتب سے نقل کرنے والے) ہوتے ہیں استنباط (اپنی خداداد صلاحیتوں سے مسئلہ اخذ) کرنے والے گنتی کے چند ملیں گے لیکن اعلیٰ حضرت قُدّس سرُّہٗ کو اللہ کی طرف سے تائیدِ غیبی نصیب تھی کہ آیت کی تفسیر میں نُقولِ مُعْتَبَرہ (مستند اقوال) کے ساتھ احادیث مبارکہ سے جب استنباط فرماتے تو دریا بہا

---

[9] (السنیۃ الانیقہ فی فتاوی افریقہ، مسئلہ ۱۸، صفحہ ۲۲، مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرگ اے، فیصل آباد)

[10] (السنیۃ الانیقہ فی فتاوی افریقہ، مسئلہ ۱۹، صفحہ ۲۴، مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرگ اے، فیصل آباد)

[11] (السنیۃ الانیقہ فی فتاوی افریقہ، مسئلہ ۱۹، صفحہ ۲۴، مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرگ اے، فیصل آباد)

[12] (السنیۃ الانیقہ فی فتاوی افریقہ، مسئلہ ۸۳، ۸۴، صفحہ ۱۱۶ تا ۱۳۶، مکتبہ نوریہ رضویہ، گلبرگ اے، فیصل آباد)

دیتے چنانچہ آیت ''اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَ لِوَالِدَيْكَ'' (پارہ۲۱، سورہ لقمٰن، آیت ۱۴) (**ترجمہ**: یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔) کی تفسیر میں حقوق الاولاد علی الوالد اسی (۸۰) حقوق گنائے جو سب کے سب آیت کی تفسیر سے متعلق اور احادیث مبارکہ سے مستنبط (ماخوذ) ہیں۔ صرف اسی مضمون پر ایک رسالہ ''مشعلۃ الارشاد فی حقوق الاولاد'' تیار ہو گیا۔

اس کے علاوہ اور درجنوں بحثیں آیت کی تفسیر میں لائے جنہیں پڑھنے کے بعد تصدیق ہوتی ہے کہ اعلیٰ حضرت کا تَبَحُّرْ فِی فَنِ التَّفْسِیر بے مثال ہے۔

(۶) اجمالی آیات کی تفسیر میں مفسرین کا ہمیشہ اختلاف چلا آرہا ہے لیکن مفسرین کی عادت رہی ہے کہ اپنے مؤقف کو دلائل سے ثابت کرتے وقت زیادہ سے زیادہ درجنوں دلائل قائم کئے لیکن اعلیٰ حضرت قُدّسَ سرُّہٗ کا طرز نرالا ہے کہ جب اپنے مؤقف کی توضیح فرماتے ہیں تو سینکڑوں دَلائل و براہین حوالہ قلم فرماتے ہیں چنانچہ تجلی الیقین کی تصنیف آپ کے شہسوار قلم ہونے کی جیتی جاگتی دلیل ہے کہ منکرین نے جب آقائے کونین ماوائے ثقلین رحمتِ کل ھادی سبل سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی افضلیت کا انکار کیا تو درجنوں آیات قرآنیہ مع حوالہ جات تفاسیر مستندہ اور درجنوں احادیث صحیحہ اور اقوال اور اسلاف صالحین کی تصانیف سے استدلال فرمایا۔ اس تصنیف کا اعلیٰ حضرت قُدّسَ سرُّہٗ کو یوں انعام نصیب ہوا کہ حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زیارت بشارت سے نوازا جس کا ذکر امامِ اہلسنّت نے تجلی الیقین کے آخر میں خود بیان فرمایا ہے۔

(۷) صرف ایک آیت پر سینکڑوں صفحات پر کتاب لکھ دی جو پوری کتاب تفاسیر کے حوالہ جات کے علاوہ اپنے استنباطات (خود اخذ کردہ مسائل و دلائل) کے ساتھ اصول تفسیر سے موضوع کو مضبوط و موثوق فرمایا مثلاً آیت ممتحنہ کی تفسیر ''المحجۃ الموتمنہ'' قابل مطالعہ کتاب ہے۔

(۸) مختلف مسائل پر تفاسیر لکھنے بیٹھے تو تفاسیر کے حوالہ جات کے ڈھیر لگادیئے چنانچہ ''وَمَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ'' کی توثیق میں تفاسیرِ معتبرہ کے حوالہ جات لکھوائے حیاتِ اعلیٰ حضرت میں ۳۶ تفاسیر کی عبارت لکھوائیں پھر بھی فرمایا ان کے علاوہ اور بھی ہیں۔

(۹) تفسیر میں قرآنی نِکات بیان فرمائے تو خود مفسرین حیرت میں آگئے ملفوظ شریف حصہ چہارم میں فرمایا کہ ساتویں آسمان سات زمینیں دنیا ہیں اور ان سے وراء سدرۃ المنتہیٰ ہے عرش، کرسی اور آخرت۔ دار دنیا شہادت ہے اور دار آخرت غیب، غیب کی کنجیوں کو مفاتح اور شہادت کی کنجیوں کو مقالید کہتے ہیں۔ قرآن عظیم میں ارشاد ہوتا ہے: وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ۔ (پارہ۷، سورہ الانعام، آیت ۵۹)

ترجمہ: اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی انہیں وہی جانتا ہے۔

اور دوسری جگہ ارشاد ربّانی ہے: لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ۔ (پارہ۲۴، سورہ الزمر، آیت ۶۳)

ترجمہ: اسی کے لئے ہیں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں۔

''مَفَاتِحُ'' کا حرف اوّل میم ''م'' اور آخری حرف حا ''ح'' اور ''مَقَالِيْد'' کا پہلا حرف ''م'' اور آخری حرف ''د'' ہے مرکب کرنے سے نام اقدس ظاہر ہوتا ہے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی سے یا تو اس طرف اشارہ ہے کہ غیب و شہادت کی کنجیاں سب اسے دی گئی ہیں یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی شے ان کے حکم سے باہر نہیں۔

دو جہاں کی بہتریاں نہیں کہ امانی دل و جاں نہیں   کہو کیا ہے وہ جو یہاں نہیں مگر اک نہیں کہ وہاں نہیں

یا اس طرف اشارہ ہو سکتا ہے کہ مفاتیح و مقالید غیب و شہادت سے حجرہ خفا(پوشیدہ) یا عدم میں مقفل (بند) تھی، مفاتیح مقلاد جس سے ان کا قفل (تالا) کھولا گیا اور میدان ظہور میں لایا گیا۔ وہ ذاتِ اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر یہ تشریف نہ لاتے تو سب اسی طرح مقفل حجرہ(بند) یا خفا(پوشیدگی) میں رہتے۔

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو — جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہاں ہے

(۱۰) اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ کو تَبَحُّرْ فِی فَنِ التَفْسِیر (فنِ تفسیر میں مہارت رکھنے والے) سمجھئے یا کرامت کہ خلاف عادت قرآن کی آیات بَرْجَسْتَہ (فوراً) مخالف کو جواب دیا، چنانچہ ایک رافضی نے کہا کہ ''اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِیْنَ مُنْتَقِمُوْنَ'' (پارہ۲۱، سورہ السجدۃ، آیت ۲۲) (**ترجمہ**: بیشک ہم مجرموں سے بدلہ لینے والے ہیں۔) کے عدد 1202 ہیں اور یہی عدد ابو بکر، عمر، عثمان کے ہیں (معاذاللہ) اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہٗ یہ سن کر بے قرار ہو گئے فوراً بلا تاخیر بَرْجَسْتَہ (فوراً) کئی جوابات بیان فرمائے وہ جوابات سنئے!

(رافضی لعنھم اللہ تعالیٰ) کی بناءِ مذہب (مذہب کی بنیاد) ایسے اوہام بے سر و پا (بغیر سر اور پیر والے نظریات) پر ہے۔

اولاً ہر آیتِ عذاب کے عدد اسماءِ اخیار (پسندیدہ نام) سے مطابق کر سکتے ہیں اور ہر آیتِ ثواب کے اسماء کفار سے کہ اسماء میں وسعت وسیعہ (بہت کشادگی) ہے۔ رافضی نے آیت کو ادھر پھیرا کوئی ناصبی ادھر پھیرے گا اور (رافضی ناصبی) دونوں ملعون ہیں۔

امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پاک میں الف نہیں لکھا جاتا تو عدد بارہ سو ایک ہیں نہ کہ دو۔

(۱) ہاں رافضی: بارہ سو دو (1202) عدد کا ہے کہ ابن سبا اور افضہ

(۲) ہاں رافضی: بارہ سو عدد ان کے ہیں۔ ابلیس، یزید، ابن زیاد، شیطان، الطاق کلینی بابویہ قمی طوسی حلی۔

(۳) ہاں رافضی: اللہ عزوجل فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ وَکَانُوْا شِیَعًا لَّسْتَ مِنْھُمْ فِیْ شَیْءٍ (پارہ۸، سورہ الانعام، آیت ۱۵۹)

ترجمہ: وہ جنہوں نے اپنے دین میں جدا جدا راہیں نکالیں اور کئی گروہ ہو گئے اے محبوب تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں۔

اس آیۃ کریمہ کے عدد 2828 ہیں اور یہی عدد ہیں ''روافض اثناء عشریه شیطانیه اسماعیلیه'' کے اور اگر اپنی طرح سے اسماعیلیہ میں الف چاہیے تو یہی عدد ہے ''روافض اثناء عشیریه نصیریه و اسماعیلیه'' کے۔

(۴) ہاں اور رافضی: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اُولٰٓئِکَ لَھُمُ اللَّعْنَةُ وَلَھُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ○ (پارہ۱۳، سورہ الرعد، آیت ۲۵)

ترجمہ: ان کا حصہ لعنت ہی ہے اور ان کا نصیبہ بُرا گھر۔

اس کے عدد 644 ہیں اور یہی عدد ہیں شیطان الطاق طوسی حلی کے۔

(۵) نہیں اور رافضی! بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ وَ الشُّھَدَآءُ عِنْدَ رَبِّھِمْ ؕ (پارہ۲۷، سورہ الحدید، آیت ۱۹)

ترجمہ: وہی ہیں کامل سچے اور اوروں پر گواہ اپنے رب کے یہاں۔

اس کے اعداد 1445 ہیں اور یہی عدد ہیں ابو بکر، عمر، عثمان، علی، سعید کے۔

(۶) نہیں اور رافضی! بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ وَ الشُّھَدَآءُ عِنْدَ رَبِّھِمْ ؕ لَھُمْ اَجْرُھُمْ وَ نُوْرُھُمْ

(پارہ۲۷، سورہ الحدید، آیت ۱۹)

ترجمہ: وہی ہیں کامل سچے اور اوروں پر گواہ اپنے رب کے یہاں ان کے لئے ان کا ثواب اور ان کا نور ہے۔

اس کے اعداد 1792 اور یہی عدد ہیں ابو بکر، عمر، عثمان، طلحہ، زبیر، سعید کے۔

(۷) نہیں اور رافضی! بلکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖۤ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ وَالشُّھَدَآءُ عِنْدَ رَبِّھِمْ ؕ لَھُمْ اَجْرُھُمْ وَنُوْرُھُمْ (پارہ۲۷، سورہ الحدید، آیت ۱۹)

ترجمہ: اور وہ جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے اور اوروں پر گواہ اپنے رب کے یہاں ان کے لئے ان کا ثواب اور ان کا نور ہے۔ اور یہی عدد ہیں صدیق، فاروق، ذوالنورین، علی، طلحہ، زبیر، سعید، ابو عبیدہ، عبدالرحمن بن عوف کے۔

آخر میں فرمایا الحمد للہ آیۃ کریمہ کا تمام کمال جملہ مدح بھی پورا ہو گیا اور حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے اسماء طیبہ بھی سب آ گئے جس میں اصلاً تَکَلُّفْ وتَصَنُّعْ (تکلیف اور بناوٹ) کو دخل نہیں۔ چند دنوں سے آنکھ دُکھتی ہے۔ یہ تمام آیاتِ عذاب واسماءِ اَشرار (بُرے نام) وآیاتِ مدح واسماءِ اَخیار (پسندیدہ نام) کے عدد محض خیال میں مطابق کئے جس میں صرف چند منٹ صرف ہوئے اگر لکھ کر اعداد جوڑے جائے تو مطابقتوں کی بہار نظر آتی مگر بِعَوْنِہٖ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ کی مدد سے) اس قدر بھی کافی ہے۔ واللّٰہ الحمد واللّٰہ اعلم (فقیر احمد رضا قادری غفرلہٗ)

اس فتوے کو نقل کر کے مُسْتَفْتِی (فتویٰ طلب کرنے والے) نے لکھا ہے شیعہ رافضی کا ماشاءاللہ ولیہ نہیں بلکہ قیمہ ہو گیا۔

اب مجالِ دم زدن (اب کچھ کہنے کی ہمت) نہیں فقیر نے یہ کرامت اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت، امام اہل سنت وجماعت بہ چشم خود ملاحظہ کی کہ چند لمحوں میں ان تمام آیات واعداد کی مطابَقت زبانِ فیض والہام ترجمان سے فرمائی۔ یہ رات کا وقت تھا قریب نصف گزر چکی تھی۔

واللہ باللہ عدد اخیار واشرار کے اسماء (پسندیدہ اور برے نام کے عدد) بلا سوچے اور بے تامل کئے فرمادیئے کہ فقیر سوا اس کے اور کوئی اندازہ نہیں کر سکتا کہ یہ اعلیٰ حضرت کی کرامت کا اظہار یا ذریعہ القائے ربانی والہامِ سبحانی (اللہ رب العزت کی جانب سے الہام والقاء) تھا۔[13] (حیاتِ اعلیٰ حضرت، صفحہ۱۵۰،۱۴۹)

وقت کے پیش نظر یہ چند جملے پیش کئے گئے ہیں ورنہ دفتر کے دفتر اس موضوع کے لئے بھر جائیں انہی چند سُطور کو مولیٰ عزوجل قبول فرمائے۔ (آمین)

فصلی اللّٰہ تعالیٰ علی حبیبہ سیّد المرسلین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

فاٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العالمین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابو الصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

۱۹ صفر ۱۴۰۳ھ

بہاولپور۔ پاکستان

[13] (حیاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ اول، صفحہ۱۵۰،۱۴۹، مکتبہ نوریہ رضویہ، وکٹوریہ مارکیٹ، سکھر)